و تخریجات کا ہنگامہ گرم ہو گیا اور جزوی و فروعی اختلاف نے اصولی اختلاف کا روپ دھار لیا۔ چونکہ اختلافات علماء کی سطح سے اتر کر عوام کی سطح پر آگئے تھے۔ اس لئے تشدد، تصلب اور تقشف نے راہ پائی۔ ظاہر ہے کہ یہ شکل امت کے مفاد کو نقصان پہنچانے والی تھی۔ اور ان حالات پر ہر شخص کڑھتا تھا جو ملت اسلامیہ کا بھی خواہ اور اس کی ترقی و کامرانی کا متمنی تھا(۱)

ان حالات میں حضرت شاہ ولی اللہؒ (۲) نے یہ صورت تجویز فرمائی کہ جامد تقلید سے احتراز برتا جائے اور اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھا جائے۔ گو کہ یہ اجتہاد "اجتہاد مستقل" نہ ہو بلکہ کسی ایک امام کی تقلید اختیار کرتے ہوئے عصری تقاضوں کے پیش نظر کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی یہ دلی آرزو تھی کہ چاروں فقہی مسالک کے مابین پائے جانے والے تنازعات ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں اور آپ نے اس ضمن میں عملی تطبیق کے ذریعے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلے میں آپ کا مشورہ یہ ہے کہ:

"چونکہ حنفی مذہب کو قبول عام حاصل ہے۔ ان کی تصانیف بھی بے شمار ہیں اور ان کے ماننے والوں کی تعداد بھی معتد بہ ہے۔ اس لئے جو بات اس وقت ملاء اعلیٰ کے علوم سے موافقت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی ان تمام باتوں کو قائم رکھا جائے جو ان میں اور حدیث کی دیگر کتب میں مشترک ہیں اور ان تمام باتوں کو رد کر دیا جائے جن کی کوئی اصل سرے سے فراہم ہی نہ ہو" (۳)

الغرض شاہ صاحبؒ کے فلسفہ کا بنیادی عنصر "الجمع بین المختلفات" ہی ہے۔ فقہ کے اختلافی مسائل پر نگاہ ڈالتے وقت حضرت شاہ صاحب اپنے اس جمع و تطبیق کے عمل کو بار بار استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً رفع یدین، قرأۃ خلف الامام، آمین بالجہر، مسح راس وغیرہ میں شاہ صاحب نے تطبیق کر کے ایک قابل تقلید نمونہ چھوڑا ہے۔

مذاہب کے مابین تطبیق کی کوشش

ہندوستان میں حضرت شاہ صاحبؒ کے گردو بیش صرف مسلک حنفی ہی تھا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا مسلک نہیں تھا۔ جب آپ حرمین شریفین پہنچے تو وہاں حنفی اساتذہ کے علاوہ مالکی اور شافعی اساتذہ سے بھی مستفید ہوئے۔ آپ کے ساتذہ میں شیخ تاج الدین قلعی

حنفی، شیخ وفداللہ مالکی اور شیخ ابوطاہر شافعی تھے۔شاگرد کا اپنے استاد سے متاثر ہونا چونکہ ایک فطری امر ہے۔ اس لئے شاہ صاحب حنفی المسلک ہونے کے باوجود دیگر مسالک سے بھی متاثر ہوئے۔ قیام حرمین کے دوران ہی مختلف فقہی اختلاف کی بنا پر مسلک کے اختیار کرنے کے بارے میں ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے اور تقلید کو چھوڑنا چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے آپ کو روحانی طور پر تین باتوں کا حکم ہوا چنانچہ فرماتے ہیں۔

وثانیھاالوصاۃبالتقلید بھذا المذاھب الاربعۃ لا اخرج منھاوالتوفیق مااستطعت(۴)

اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے روحانی طور پر آپ کو حکم ملا تھا کہ آپ مذاہب اربعہ کے درمیان تطبیق و توفیق کریں۔ چنانچہ "فیوض الحرمین" میں بیان کرتے ہیں۔

"نفحہ ثانیہ میں مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ میرے متعلق اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ امت مرحومہ کے مختلف ٹکڑوں کو تیرے ذریعے جمع کردے۔ اس لیے فروعی مسائل میں قوم کی مخالفت سے باز نہ رہنا حق کے منافی ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک نمونہ یہ ظاہر ہوا کہ فقہ حنفی کے ساتھ سنت کی تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے اقوال میں سے کسی ایک کا قول لیا جائے ان کے عام حکموں کی تخصیص کی جائے۔ ان کے مقاصد سے واقفیت بہم پہنچائی جائے اور لفظ سنت سے جو کچھ سمجھ میں آئے اس پر اس طرح اکتفا کیا جائے کہ اس کی تاویل بعید نہ ہو، نہ بعض احادیث کو بعض سے ٹکرانے کی نوبت آئے اور نہ امت کے کسی فرد کے قول کے مقابلے میں کسی حدیث کو چھوڑنا پڑے۔ اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ پورا فرمادے تو یہ کبریت احمر اور کبریت اعظم ہے(۵)

چنانچہ "المصطفیٰ" میں آپ نے مذاہب اربعہ کے درمیان توفیق کی کوشش کی ہے اور اس میں ائمہ اربعہ کے علاوہ دوسرے فقہا و مجتہدین مذاہب کے اقوال کو بھی بیان کیا ہے۔اور مختلف فیہ مسائل میں مجتہدانہ طور پر ازروئے حدیث کسی ایک مذہب کو ترجیح بھی دی ہے۔ مذاہب اربعہ کے علاوہ متقدمین تابعین و مجتہدین کے اقوال کو بھی اختیار کیا ہے۔

مذاہب اربعہ کی تقلید کیوں ضروری ہے

تقلید کے بارے میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ تقلید کو چار اماموں تک بند کیوں رکھا گیا ہے؟ان کے علاوہ اور بہت سے مجتہد گزرے ہیں۔ ان کی تقلید کیوں نہیں کی

گئی؟اصل وجہ یہ ہے کہ ان چاروں اماموں کے علاوہ دیگر جتنے بھی مذاہب تھے وہ شہرت عام اور بقائے دوام حصل نہ کرسکے اور خود بخود ختم ہوگئے۔ جبکہ یہ چار مذاہب یعنی (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) مضبوط بنیادوں پر قائم ہوئے اور ان مذاہب کے تمام مسائل غور وخوض کرنے کے بعد مدون ومنضبط ہوچکے ہیں۔ اور بعد میں جن حضرات نے آزادانہ اجتہاد کیا بھی تو وہ بھی مذاہب اربعہ میں سے کسی نہ کسی مذہب کے مقلد بن گئے اور اس کے مسلک ومذہب کے مطابق فتویٰ دیا۔ اس لئے ان کے مذاہب تمام دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ اور انہی پر تمام امت کا اجماع ہوا ہے۔

مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے کے بارے میں امت کے اجماع کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ نے اپنی مایۂ ناز کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرمایا ہے:

ان هذالمذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة ومن يعتمدبه منها على جواز تقليدها الى يومناهذاوفى هذا من المصالح مالا يخفى لاسيمافى هذا الايام التى قصرت فيها التهمم جدا واشربت النفوس الهوىٰ واعجب كل ذى رأى برايه(٦)

(تمام امت نے اور مت کے قابل اعتبار افراد نے ان مذاہب اربعہ مشہورہ جو مدون ہوچکے ان کی تقلید کے جواز پر آج تک اجماع کیا ہے اور اس میں بہت سی مصلحتیں اور فوائد ہیں جو مخفی نہیں بالخصوص اس موجودہ دور میں جس میں کم ہمتی اور سستی بے اندزہ ہے اور نفوس خواہش پرستی میں مستغرق ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی رائے پر مغرور ہورہا ہے۔

مندرجہ بالاعبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب نے ائمہ اربعہ کے مسالک کو اختیار کرنے اور ان کی تقلید کرنے کیلئے چار بڑی وجوہات بیان کی ہیں۔

۱- مذاہب اربعہ کے مسالک باقاعدہ طور پر مدون اور موجود ہیں۔

۲- پوری امت مذاہب اربعہ کی تقلید پر متفق ہے۔

۳- تیسری بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں امت کیلئے ظاہرو باہر سلامتی اور عافیت ہے۔

۴- یہ کہ ان مذاہب اربعہ کی تقلید کی وجہ سے نفوس میں ہوا وہوس اور من مانی خواہشات کا خاتمہ ہے جس سے کوئی شخص دین میں اپنی من مانی نہیں کرسکے گا۔

۱۔مذاہب اربعہ پر امت کا مکمل اعتماد

حضرت شاہ صاحبؒ نے "عقد الجید" میں مذاہب اربعہ پر امت کے مکمل اعتماد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

ولیس مذهب فی هذه الازمنة المتأخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة (۷)

اور اس آخری زمانہ میں مذاہبِ اربعہ کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں جس پر اعتماد کیا جائے اور جو ان صفات کا حامل ہو جو کہ مذاہبِ اربعہ میں ہیں۔

۲۔مذاہب اربعہ کی تقلید خدا کا خاص فضل ہے

شاہ صاحبؒ مذاہب اربعہ میں تقلید شخص کو خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل اور الہامی راز قرار دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وبالجملة فالتذهب للمجتهدین سرالهمه الله تعالیٰ فی قلوب العلماء وجمعهم علیه من حیث یشعرون اولا یشعرون (۸)

(خلاصہ یہ ہے کہ مجتہدین کے مذہب کی پابندی یعنی تقلید شخص ایک راز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علماء کے قلوب میں الہام فرمایا اور ان کو اس پر جمع فرمایا۔خواہ وہ اس تقلید شخصی کی خوبیاں سمجھیں یا نہ سمجھیں)

مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں شاہ صاحبؒ کے دلائل

حضرت شاہ صاحبؒ نے مذاہب اربعہ کے اختیار پر زور دیا ہے کیونکہ یہی مذاہب اب موجود ہیں۔اور امت کا ان پر اجماع ہو چکا ہے۔شاہ صاحب نے اپنی کتاب عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید "میں ان مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے پر تین دلائل دیئے ہیں:

۱۔مذاہب اربعہ اختیار کرنے میں عظیم مصلحت

حضرت شاہ صاحبؒ نے مذاہب اربعہ کی پیروی میں عظیم الشان مصلحت سمجھی اور ان کو چھوڑنے میں ایک بہت بڑا فساد جس کو آپ نے "عقد الجید" میں یوں بیان کیا ہے:

اعلم ان فی الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة ونحن نبین ذلک بوجوه احدها

ان الامة اجتمعت على ان يعتمدوا على السلف فى معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا فى ذلك على الصحابة وتبع التابعين اعتمدوا على التابعين وهكذافى كل طبقة اعتمدالعلماء على من كان قبلهم والعقل يدل على حسن ذلك لان الشريعة لا يعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لايستقيم الابان ياخذكل طبقة عمن كان قبلهابالاتصال ولا بدفى الاستنباط ان يعرف مذاهب المتقدمين لئلايخرج من اقوالهم فيفرق الاجماع وليبنى عليها (٩)

(امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کریں۔ اس لئے اس معاملہ میں تابعین نے صحابہ اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا اور ان کے بعد یہی طریقہ قائم رہا کہ ہر طبقہ کے علماء اپنے سے سابق علماء پر اعتماد کرتے رہے۔ یہ طریقہ عقلاً پسندیدہ ہے۔ اس لئے کہ شریعت کی معرفت یا تو نقل کے ذریعے ہو سکتی ہے یا استنباط کے ذریعے۔ نقل کی صحیح صورت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہر طبقہ اپنے ماقبل طبقہ سے متصل طور پر لے اور استنباط کے لئے ضروری ہے کہ متقدمین کے مذاہب معلوم ہوں تاکہ کسی موقع پر ان کے اقوال سے خروج کی بنا پر فرق اجماع لازم نہ آئے اور تاکہ اپنے قول کی انہی کے اقوال پر بنا کریں۔

مذاہبِ اربعہ کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہے

مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے کی دوسری وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وثانياً قال رسول اللهصلى اللهعليه وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست مذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعهااتباعاً للسوادالاعظم والخروج عنهاخروجهاعن السوادالاعظم (١٠)

یعنی یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کرو۔ اور چونکہ ان مذاہب اربعہ کے سوا تمام مذاہب حقہ فنا ہو چکے ہیں اس لئے ان کا اتباع سواد اعظم کا اتباع ہوگا۔ اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہوگا۔

۳۔ قرون اولیٰ سے دوری

مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے کی تیسری بڑی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وثالثهاان الزمان لماطال وبعد العهد وضيعت الامانات لم يجزان يعتمد على اقوال علماء السوء من القضاة الجورة والمفتين التابعين لاهواءهم حتى ينسبوا ما يقولون الى بعض من اشتهر من السلف بالصدق والديانة والامانة اماصريحاًاودلالة وحفظ قوله ذلك ولا على قول من لا ندرى هل جمع شروط الاجتهاد اولا فاذا رأينا العلماء المحققين فى حفظ مذاهب السلف عسىٰ ان يصدقوا فى تخريجاتهم على اقوالهم واستنباطهم من الكتاب والسنة واما اذالم نرعنهم ذلك فهيهات وهذا المعنى الذى اشاراليه عمربن بن الخطاب رضى اللهعنه حيث قال يهدم الاسلام جدال المنافق بالكتاب

وابن مسعودرضى اللهعنه حيث قال من كان متبعاً فليتبع من مضى(۱۱)

(یہ زمانہ چونکہ عہد رسالت ﷺ سے دور ہے دوسرے امانتیں ضائع ہونے لگی ہیں اس لئے یہ جائز نہیں کہ علماء سوء ظالم قاضیوں یا ان مفتیوں کے اقوال پر اعتماد کیا جائے جو اپنی خواہشات نفسانی کے غلام ہیں تاوقتیکہ وہ اپنی بات کو صریحاً اور دلالۃً سلف میں سے کسی ایسے شخص کی طرف منسوب نہ کریں جو صدق امانت اور دیانت میں مشہور ہوچکاہو۔اور اس کا یہ قول محفوظ ہو۔ اور نہ اس شخص کے قول پر اعتماد جائز ہے جس کے متعلق ہمیں معلوم ہو کہ وہ اجتہاد کی شرائط کا جامع نہیں ہے۔اب جب ہم علماء کو دیکھیں کہ وہ مذاہب سلف میں ثابت قدم ہیں تو ان کی اقوال سلف سے تخریجات یا ان کے خود کتاب وسنت سے استنباط میں تصدیق کی جاسکتی ہے۔اور جب ہم علماء میں یہ بات نہیں دیکھتے تو ان کی تصدیق نہیں کی جاسکتی اس معنی کی طرف حضرت عمر بن خطابؓ نے اشارہ فرمایا کہ:

"منافق کا قرآن سے جھگڑنا اسلام کی دیواروں کو متزلزل کردے گا۔

ور ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"جس کو اتباع کرنی ہے سلف کی اتباع کرے"

الغرض مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت شاہ صاحب کی مذاہبِ اربعہ کے بارے میں تحقیق کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے نزدیک بلکہ پوری امت کے نزدیک یہ چاروں مسالک قابل تقلید ہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص خود اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہے تو ان مذاہب کی آراء میں سے قوی اور مدلل دلیل کو سامنے رکھ کر اپنا رخ متعین کرسکتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ ان فقہاء اربعہ کا محتاج رہے گا اور ان کی آراء واستنباط کے بغیر کامل دسترس نہیں حاصل کرسکتا۔

شاہ صاحبؒ نے مذاہب اربعہ کو جہاں اختیار کرنے کی تلقین کی ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے نزدیک یہ چاروں مذاہب یکساں اہمیت کے حامل ہیں ان کی اس اہمیت کا ذکر آپ نے "فیوض الحرمین" میں یوں کیا:

میں روضۂ اقدس پر حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ میری طرف (روحانی طور پر) ملتفت ہوئے میں سمجھا کہ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک میں مجھے لے لیا ہے اور آپ ﷺ نے مجھے اسرار و رموز سے آگاہ فرمایا۔ اسی حالت میں میں نے اس بارے میں سوچ و بچار کی اور یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ ﷺ مذاہب اربعہ میں سے کسی خاص مذاہب کی طرف رجحان رکھتے ہیں تا کہ میں فقہ کے اس مذہب کی اطاعت کروں۔ اور اس کو مضبوطی سے پکڑوں، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے نزدیک فقہ کے سارے کے سارے مذاہب یکساں ہیں (۱۲)

قریب قریب اسی مفہوم کی عبارت "تفہیمات" میں ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے ہیں:

سالته صلى الله عليه وسلم عن هذه المذاهب الاربعة وهذه الطرق ايها اولى عنده بالاخذ واجب فخاض على قلبى منه ان المذاهب والطرق كلها سواء لا فضل لواحد على الاخر (۱۳)

البتہ آپ کی یہ دلی آرزو تھی کہ فقہ حنفی اور فقہ شافعی جو کہ عام متداول ہیں اور ان کو قبول عام حاصل ہے اور یہ دونوں مذاہب بلاد اسلامیہ میں مشہور و معروف ہیں اور پھر ان کے ماننے والے بے شمار ہیں۔ چنانچہ ان کی جزئیات کو کتب حدیث پر پیش کیا جائے اور جو مسائل حدیث کے موافق ہوں قبول کرلئے جائیں اور جن کی اصل حدیث نہیں یا حدیث کے خلاف ہے انہیں کلیۃً ساقط کردیا جائے (۱۴)

اعتدال پسندی

مذاہب اربعہ کو اختیار کرنے کی تاکید کے ساتھ شاہ صاحب اس پر زور دیتے ہیں کہ تقلید میں اعتدال رکھنا چاہیے۔اعتدال کے سلسلے میں شاہ صاحب نے تفصیل کے ساتھ جولکھاہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"کسی امام کی تقلید اور اس کے اقوال کو اس وقت لینا چاہیے جب ایک مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث کا علم نہ ہو۔ یا کوئی دلیل اس کے خلاف نہ ہو۔ صحیح حدیث کا علم جب صحیح ذرائع سے مل جائے تو علماء کے اقوال کو چھوڑ کر اس صحیح حدیث پر عمل کیاجائے"۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ فقہی جمود کے بالکل قائل نہ تھے آپ چاہتے تھے کہ چاروں اماموں کے اقوال میں سے جو مسلک قرآن وسنت وحدیث کے زیادہ قریب ہو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ صرف ظاہر حدیث ہی پر قناعت کر کے فقہ سے بے بہرہ رہنا یا صرف فقہ پر قناعت کر کے حدیث سے محروم رہنا یہ غلو اور افراط تفریط ہے جو درست نہیں۔دونوں کو ملانا اور ان میں تطبیق دینا ضروری ہے اور یہی بہترین طریقہ ہے"

حقیقت یہ ہے کہ اگر ہٹ دھرمی اور بےجاضد سے صرف نظر کر کے غور وفکر کیاجائے اور ان تشریحات کو مشعل راہ بنایاجائے جنہیں اختلافی مسائل میں عملی تطبیق انجام دیتے وقت حضرت شاہ صاحب برتتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ باہمی مخالفت کا امکان کم سے کم ہوجائے گا بلکہ مستقبل کیلئے ایک مستحکم لائحہ عمل مرتب ہوسکتا ہے۔اس طرح حضرت شاہ صاحب کی مختلف مذاہب فقہیہ کو ایک کرنے کی آرزو بھی پائیہ تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔

حواشی وحوالاجات

(۱) سید محمد متین ھاشمی، مولانا، مقدمہ سطعات از شاہ ولی اللہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۱۹۷۶ء ص:۱۹

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا شمارہ نہ صرف دنیائے اسلام کے ممتاز ترین جید علماء میں ہوتا ہے بلکہ آپ بیک وقت ایک محدث، فقیہ اور متفقہ طور پر اٹھارویں صدی کے مجتہد اور امام مانے جاتےہیں۔آپ شوال المکرم ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۷۵۳ء بروز بدھ دہلی کے قریب قصبہ پھلت میں پیدا ہوئے۔والد کا نام شیخ عبدالرحیم تھا جو کہ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔دس سال کی عمر میں شرح جامی شروع کی۔ اور پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم متعارفہ سے فراغت پائی۔ (ڈاکٹر مظہر بقا۔اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد،۱۹۷۳ء ص:۵۵

حضرت شاہ صاحبؒ نے تقریباً ہر موضوع پر قلم اٹھایا، فقہ، حدیث، تفسیر، تصوف، اور معاشرتی مسائل وغیرہ۔ آپ کی مشہور کتب میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)ازالۃ الخفاء (۲) حجۃ اللہ البالغہ (۳)الفوز الکبیر (۴)عقد الجید (۵)الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (۶)فیوض الحرمین (۷)القول الجمیل (۸)لمعات (۹)الدر الثمین فی مبشرات النبی ﷺ الامین (۱۰)سطعات (۱۱) تفھیمات (۱۲)شفاء القلوب(۱۳) انفاس العارفین (۱۴) الطاف القدس (۱۵) المصفیٰ (۱۶) المسوی وغیرہ۔

(۳) شاہ ولی اللہ، تفھیمات الالٰھیہ (مدینہ برقی پریس بجنور۔ مجلس علمی ڈابھیل ۱۹۳۶ء ۱/۲۱۱

(۴) شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین (مترجم ساجد الرحمن کاندھلوی، قرآن محل کراچی) ص:۶۴

(۵) ایضاً ص:۵۰

(۶) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ (الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۵۵ھ) ۱/۱۵۴

(۷) شاہ ولی اللہ، عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید، قرآن محل کراچی س:ن، ص:۵۶

(۸) شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (مجتبائی پریس دھلی ۱۹۳۵ء ص:۶۳

(۹) شاہ ولی اللہ، عقد الجید، ص:۵۳-۵۴

(۱۰) ایضاً ص:۵۵

(۱۱) ایضاً ص:۵۸

(۱۲) شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین، ص:۷۰

(۱۳) شاہ ولی اللہ، تفہیمات الالٰہیہ ۲/۲۵۰

(۱۴) شاہ ولی اللہ، تفہیمات الالٰہیہ، ۱/۲۱۲